

(۲) تائین الحیاة :-

اس قسم کے بیمہ کے اندر بھی غرر اور ریوا کی صورت پائی جاتی ہے کہ ایک فریق کی طرف سے ادائیگی یقینی ہے جبکہ دوسری طرف سے ادائیگی محتمل ہے اسلئے اگر اس عرصے کے اندر انتقال ہو گیا تو ادائیگی ہوگی ورنہ نہیں۔ لہذا اس میں بھی غرر پایا جاتا ہے۔ اس کے عدم جواز کیلئے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جو رقم بلا قسط ادا کی جاتی ہے وہ بیمہ کمپنی کے ذمہ قرض ہے اور اس پر جو زائد رقم ملتی ہے جس کو منافع سے تعبیر کرتے ہیں وہ سود ہے (کل قرض جو نفعاً فہو ربوا)

بیمہ کا روبا بشرط وبال شرط ہوتا ہے۔ اور قرض مشروط حرام ہے کما فی الخلاصة قوله وفي كفالة الأصل فی الباب الاخير القرض بالشرط حرام و الشرط ليس بلازم (خلاصة الفتاوی)

کمپنی والے اس رقم سے لوگوں کے ساتھ سودی معاملہ کرتے ہیں تو بیمہ کرنے میں گناہ پر تعاون ہوگا۔ اور یہ منہی عنہ ہے کما فی قوله تعالیٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان (احسن الفتاوی)

(۳) تائین التجاری :-

بیمہ کی یہ قسم زیادہ مروج ہے اور اسکی حیثیت میں علماء کا کچھ اختلاف رہا ہے بعض نے جواز اور اکثر نے عدم جواز کا قول اختیار کیا ہے کیونکہ اس میں قمار اور سود کا پہلو ہے چونکہ ایک طرف سے ادائیگی متعین ہوتی ہے یعنی بیمہ دار ہر صورت میں رقم قسطوار جمع کراے گا جبکہ دوسری طرف سے یعنی کمپنی کی طرف سے ادائیگی متعین نہیں ہوتی۔ جو رقم کمپنی کو ادا کی گئی ہے وہ مل بھی سکتی ہے۔ اور ڈوب بھی سکتی ہے۔

اضافہ برائے افادہ

جواز کی ایک صورت :-

بیمہ کرانا اسلام کی تعلیمات میں سود اور جوا ہے اور یہ دونوں شریعت میں حرام ہیں۔ البتہ اگر بیمہ کرانے والے ہنگامہ اور طوفان کے وقت آ کر مدافعت کرتے ہیں یا مدافعت کرنے کے ذمہ دار ہوں تو جواز کی گنجائش ہے، وہ بھی اس شرط پر کہ جو فاضل رقم ہے وہ اپنے پاس نہ رکھے کسی حاجت مند کو دیدے (فتاویٰ رحمیہ ج ۱۳/۱۹۰)

اس طرح احسن الفتاویٰ میں مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی صاحب ایک سوال کے جواب میں یوں رقمطراز ہیں کہ گاڑی کا بیمہ حکومت کی طرف سے یکطرفہ ظلم و جبر ہے اس لئے کہ یہ معاہدہ بیمہ دار کے بطیب خاطر نہیں ہے۔ لہذا بوقت ضرورت گنجائش ہے۔ لیکن بصورت حادثہ جمع کردہ رقم سے زائد واجب التصدق ہے (احسن الفتاویٰ ج ۷/۲۵۱) یہ مسئولیت کا بیمہ (تھرڈ پارٹی انشورنس) ہے جو آجکل قانوناً گاڑی چلانے کیلئے یہ بیمہ کرنا لازم اور ضروری ہے۔

کوئی شخص اپنی گاڑی اس وقت تک سڑک پر نہیں چلا سکتا جب تک وہ تھرڈ پارٹی انشورنس نہ کرائے تو قانون کی مجبوری کے تحت اس کی گنجائش ہے لیکن زائد رقم واجب التصدق ہے۔ (ادارہ)

علم القراءة والتجويد

اختلاف علم القراءات

کے فقہی اثرات کا جائزہ

ڈاکٹر مسعود احمد سید

مدرس جامعہ بنوریہ سائنٹ کراچی

پیش کردہ دوسری بنوں فقہی کانفرنس 1998ء

من لم یجود القرآن فهو آثم

والأخذ بالتجويد حتم لازم

فہرست ذیلی عنوانات مقالہ

- (1) تمہید
- (2) الاسلام مذهب یسر
- (3) حروف سبعہ سے کیا مراد ہے؟
- (4) علم قراءات کی اہمیت اور اس کے فقہی اثرات
- (5) فقہ میں قراءات کا کتنا عمل دخل ہے؟ چند مثالیں
- (6) ہدایہ سے مثالیں
- (7) علم قراءات میں ہماری کوتاہیاں
- (8) اصلاح کا طریقہ کار

بنوں فقہی کافر نس کی مناسبت سے جو مضمون میرے حوالے کیا گیا اس کا عنوان ہے ”اختلاف علم القراءات کے فقہی اثرات کا جائزہ“ مذکورہ عنوان کے تمام پہلو پر بحث کرنے کے لئے میں نے مضمون کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے۔

تمہید ، علم قراءات کی تعریف و اہمیت اور فقہ پر اسکے اثرات

تمہید:- اللہ تعالیٰ نے اس امت محمدیہ علی صاحبہا الف الف تحیہ جن کو گوں ناگوں امتیازات اور خصوصیات سے نوازا ہے ان میں سب سے بڑی خصوصیت اور امتیازی شان اسلام کی ہے۔ یہ وہ عظیم الشان مذہب ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی محمد ﷺ اور ان کی امت کیلئے پسند فرمایا ارشاد باری تعالیٰ ہے الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا (المائدہ ۳/۱) آج میں نے مکمل کر دیا تمہارے لئے تمہارا دین اور پوری کردی تم پر اپنی نعمت اور پسند کر لیا تمہارے لئے اسلام کو بطور مذہب

اسلام اور دیگر مذاہب ساویہ کا اگر تقابلی مطالعہ کر لیا جائے تو یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جائیگی کہ اسلام کی نعمت دیکر اللہ تعالیٰ نے ہم پر کتنا بڑا احسان فرمایا ہے۔ فالحمد لله علی نعمۃ الاسلام حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیہ الاسلام مذہب یسر:-

تفصیلات میں جانے کی ضرورت ہے اور نہ ہی یہ موضوع بحث ہے۔ البتہ ایک خوبی کا ذکر ضرور کروں گا جس کا تعلق موضوع کیساتھ ہے اور وہ ہے مذہب اسلام کا یسر و آسانی کیساتھ متصف ہونا، ارشاد باری تعالیٰ ہے یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر البقرہ ۱۸۰ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے آسانی چاہتے ہیں نہ کہ مشقت

دوسری جگہ ارشاد ہے ما یرید اللہ لیجعل علیکم فی الدین من حرج ولکن یرید لیطہرکم ولینم نعمتہ علیکم لعلکم تشکرون (المائدہ ۶) اللہ تعالیٰ تمہیں مشقت میں ڈالنا نہیں چاہتے لیکن تمہیں پاک کرنا چاہتے ہیں اور اپنی نعمت تم پر مکمل کرنا چاہتے ہیں

سورہ حج کے آخر میں ارشاد فرمایا وما جعل علیکم فی الدین من حرج (الحج ۷۸) اور نہیں رکھی دین میں تم پر کوئی مشقت احادیث میں بھی اسلام کی اس امتیازی شان کو خوب بیان کیا گیا ہے امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہؓ کے حوالہ سے حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے فرماتے ہیں ان الدین یسر ولن یشاد الدین احد الا غلبہ فسد دوا و قاربوا و ابشروا و استعینوا بالغدوة و الروحۃ و شی من الدلجۃ (مشکوۃ المصابیح ص ۱۱) بیشک یہ دین آسان ہے اور ہرگز دین کیساتھ کوئی مقابلہ نہ کرے ورنہ دین اس پر غالب آجائیگا۔ لہذا دین میں غلغل و نقص سے بچتے ہوئے اعلیٰ مراتب تک اگر نہ پہنچ سکو تو اس کے قریب قریب پہنچنے کی کوشش کرو اور جنت کی خوشبو لو اور کچھ صبح اور کچھ شام کے وقت اور رات کے ایک پہر میں اللہ سے مدد حاصل کرو (نماز کے ذریعہ)

یہ قراءت سب سے عشرہ جس کے متعلق ہم بات کرنے جا رہے ہیں یہ بھی اسلام کی اس امتیازی شان تیسرے آسانی کی روشن مثال ہے۔

حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں ان النبی ﷺ کان عند اصابة بنی غفار قال فاتاه جبریل فقال ان الله يامرک ان تقرأ امتک القرآن علی حرف فقال أسأل الله معافاته ومغفرته وان امتی لا تطیق ذلك ثم اتاه الثانية فقال ان الله يامرک ان تقرأ امتک القرآن علی حرفین فقال اسأل الله معافاته ومغفرته وان امتی لا تطیق ذلك ثم جاء الثالثة فقال ان الله يامرک ان تقرأ امتک القرآن علی ثلاثة احرف فقال اسأل الله معافاته ومغفرته وان امتی لا تطیق ذلك ثم جاء الرابعة فقال ان الله يامرک ان تقرأ امتک القرآن علی سبعة احرف فايما حرف قرؤوا عليه فقد اصابوا (اخرجه مسلم ج ۱ ص ۶۷ باب فضائل القرآن ۵۶۲۱ والنسائی ۵۲۱۱ وابوداود في سننهما) حضور ﷺ قبيلہ بنی غفار کے کنوئیں کے پاس تھے کی حضرت جبرائیل آئے اور یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو یہ حکم دیتے ہیں کہ آپ اپنی امت کو ایک حرف پر قرآن پڑھائیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ سے اسکی عافیت اور مغفرت طلب کرتا ہوں اور میری امت اسکی طاقت نہیں رکھتی۔ پھر حضرت جبرائیل دوبارہ آئے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ دو حرف پر پڑھانے کی اجازت دیتے ہیں آپ ﷺ نے پھر اللہ تعالیٰ سے عافیت اور مغفرت طلب کرتے ہوئے معذرت پیش کی اور کہا کہ میری امت اسکی بھی طاقت نہیں رکھتی۔ پھر جبرائیل تین حرفوں کی اجازت لیکر آئے اور آپ ﷺ نے پھر معذرت پیش کی۔ پھر چوتھی مرتبہ حضرت جبرائیل آئے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو سات حرفوں پر پڑھانے کی اجازت دیتے ہیں ان میں سے جو سنا حرف بھی اختیار کریں صحیح ہوگا اور قرآن ہوگا۔

اس سے معلوم ہوا کہ نزول قرآن علی سب سے احرف کا مقصد اولین امت محمدی علی صاحبہا الف الف تیہ پر آسانی کرنا تھا۔

حروف سب سے کیا مراد ہے؟

راج قول کے مطابق ان سے قراءۃ قرآن کی وہ مختلف وجوہ و طرق مراد ہیں جو سب کے سب منزل من اللہ ہیں اور ان میں سے جو

وجہ اور جو بھی طریقہ اختیار کیا جائے اسکی تلاوت صحیح ہوگی اور وہ قرآن کہلایگا۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ کبھی یہ اختلاف اسم میں واحد جمع کی شکل میں پایا جاتا ہے جیسے ایت کریمہ والذین ہم لانتہم وعہدہم راعون (المومنون) ۸۱ والمعارج ۳۲۱ میں لفظ ”لامانتہم“ جمع اور افراد ”لامانتہم“ دونوں طرح پڑھایا گیا ہے۔ اور دونوں قراءتیں متواتر ہیں۔ اور کبھی یہ اختلاف فعل میں مختلف صیغوں کی شکل میں پایا جاتا ہے جیسے ایت قال رب احکم بالحق (الانبیاء ۱۱۲) میں ”قال“ صیغہ ماضی کے ساتھ اور ”قل“ صیغہ امر دونوں طرح پڑھایا گیا ہے اور دونوں قراءتیں متواتر ہیں۔

اور کبھی یہ اختلاف وجوہ اعرابیہ میں اختلاف کی شکل میں پایا جاتا ہے جیسے لاتضار والدة بولدها ولا مولود له بولده (سورة

البقرة ۲۳۳) میں ”لاتضار“ راء کے فتح اور ضم دونوں کیساتھ پڑھا گیا ہے۔

اور کبھی یہ اختلاف الفاظ کی کمی بیشی کی صورت میں پایا جاتا ہے جیسے آیت کریمہ واعدلہم جنات تجری تحتہا الانہار (التوبہ ۱۰۰) میں ایک قراءت بغیر ”من“ کے ہے جبکہ دوسری قراءت ”من تحھا“ لفظ ”من“ کے اضافے کیساتھ ہے۔ اور کبھی یہ اختلاف تقدیم و تاخیر کی شکل میں پایا جاتا ہے جیسے کہ آیت کریمہ وقاتلوا و قتلوا (آل عمران ۱۹۵) میں ایک قراءت تو یوں ہی ہے لیکن دوسری قراءت اسکے برعکس ہے یعنی پہلے ”قتلوا“ صیغہ مجہول کیساتھ اور پھر ”وقتلوا“ صیغہ معروف کیساتھ۔

اور کبھی یہ اختلاف ابدال حرف بحرف آخر کی شکل میں پایا جاتا ہے جیسے آیت کریمہ انظر الى العظام كيف ننشزها البقرة ۲۵۹ میں لفظ ”نشز“ ہا“ راء اور ازادونوں کیساتھ پڑھا گیا ہے۔

اور کبھی یہ اختلاف عرب کے مختلف لہجوں کی تصویر کشی کرتا ہے جیسے فتح و مالہ کا اختلاف یا ادغام و اظہار کا اختلاف تفخیم و وترقیق کا اختلاف یا تسہیل و تحقیق اور ابدال و نقل کا اختلاف۔

یہ کل سات قسم کے اختلافات ہوئے جو کہ قراءات متواترہ میں پائے جاتے ہیں ان میں آخری قسم کے اختلافات قواعد کلیہ کی حیثیت رکھتے ہیں جن پر کہ دوسری جزئیات کو قیاس کیا جاسکتا ہے اسی لئے انہیں ”اصول“ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

جبکہ پہلے ذکر کردہ چھ قسم کے اختلافات جزوی اور خصوصی اختلافات ہیں بایں معنی کہ ان اختلافات کا دائرہ محدود ہوتا ہے اور مخصوص کلمات کیساتھ ان کا تعلق ہوتا ہے ان پر جزئیات متماثلہ کو قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ اصطلاح قراء میں ایسے اختلافات کو فرعی سے تعبیر کیا جاتا ہے

علم قراءات کی اہمیت اور اس کے فقہی اثرات :-

علم قراءات کے اجمالی تعارف کے بعد اگر اسکی اہمیت پر روشنی نہ ڈالی جائے تو یقیناً یہ موضوع تشنہ رہیگا۔ اور اسی اہمیت کے ضمن میں ان شاء اللہ تعالیٰ موضوع کے آخری جز یعنی علم قراءات کے فقہی اثرات پر بھی روشنی پڑیگی۔

علم قراءات وہ عظیم الشان علم ہے کہ جس کے جانے بغیر نہ کوئی صحیح طور پر مفسر بن سکتا ہے اور نہ ہی فقیہ۔ علامہ آلوسی تفسیر کیلئے جن امور کو ضروری سمجھتے ہیں ان میں ایک علم قراءات ہے فرماتے ہیں السابغ علم القراءات لانه به يعرف كيفية النطق بالقرآن وبالقراءات ترجح بعض الوجوه المحتملة على بعض

مذکورہ بالا نص اپنے مطلب میں بالکل واضح ہے کہ قراءات جانے بغیر کوئی صحیح طور پر مفسر نہیں بن سکتا اور یہ ہے بھی حقیقت کیونکہ تفسیر کی کوئی کتاب بھی آپ اٹھالیں چاہے وہ معالم التنزیل ہو کشاف ہو یا بحر محیط ہو، بیضاوی ہو یا کوئی اور ساری ہی قراءتوں سے بھری پڑی ہیں۔ اور ہر قراءت سے ایک مختلف تفسیر سامنے آتی ہے اور اسمیں درسی اور غیر درسی کی کوئی تمیز نہیں لہذا فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے کہ قراءت سیکھے بغیر کوئی کیسے مفسر بن سکتا ہے؟

فقہ میں قراءات کا کتنا عمل دخل ہے؟ چند مثالیں حاضر خدمت ہیں:-

ارشاد باری تعالیٰ ہے یا ایہا الذین امنوا اذا قمتم الى الصلوة فاغسلوا وجوهکم وایدیکم الى المرافق

وامسحوا برءوسکم وارجلکم الى الکعبین المائدة ٦

یہاں لفظ ”وارجلکم“ میں دو قراءتیں ہیں۔ نصب بھی اور جر بھی نصب کی صورت میں ارجل کا مغول ہونا ثابت ہوتا ہے لہذا فقہاء

نے کہا کہ یہ حکم اس وقت ہوگا جب پاؤں میں موزے نہ ہوں۔

اور دوسری قراءت جر کیساتھ ہے عطفاً علی بروسم اس صورت میں ”ارجل“ کا مسوح ہونا ثابت ہوتا ہے لہذا فقہاء کرام نے فرمایا

کہ یہ حکم اس وقت ہوگا جب پاؤں موزے میں ہوں۔

دوسری مثال ولا تقربوہن حتی یطہرن (البقرة ۲۳۲) ہے جس میں لفظ ”یطہرن“ میں دو قراءتیں ہیں طاء اور ہاء کی تخفیف

کیساتھ۔ اور دوسری دونوں کی تشدید کیساتھ۔ تشدید والی قراءت طہارت میں مبالغہ پر دلالت کرتی ہے جبکہ تخفیف والی قراءت میں یہ بات

نہیں۔ چنانچہ فقہاء احناف نے دونوں قراءتوں سے دو مختلف احکام مستنبط کئے جسکی تفصیل یہ ہے کہ اگر عورت کا حیض دس دن سے کم آتا ہو تو

وہ صرف انقطاع دم سے پاک تصور نہیں کی جائیگی بلکہ اسکے بعد اسے غسل بھی کرنا پڑیگا۔ جب جا کر وہ پاک ہوگی تب اس کیساتھ جماع

وغیرہ کی اجازت ہوگی۔ اور یہ حکم انہوں نے تشدید والی قراءت سے نکالا۔

اور اگر پورے دس دن کے بعد اسکا حیض بند ہو تو پھر صرف انقطاع دم سے وہ پاک سمجھی جائیگی اور طہارت کے احکام اس پر لاگو ہو

نگے اور یہ حکم انہوں نے تخفیف والی قراءت سے نکالا ہے۔

اور کبھی یہ قراءتیں مجمل حکم کے بیان کرنے میں مدد دیتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے وان کسان رجل یورث کلالۃ او

امراۃ ولہ اخ او اخت فلکل واحد منهما السدس (النساء ۱۲)

آیت کریمہ میں ”اخ او اخت“ مجمل ہے ان سے مراد حقیقی بھائی بہن ہیں یا باپ شریک یا ماں شریک سعد بن ابی وقاصؓ کی

قراءت جس میں ”من ام“ کا اضافہ ہے یعنی ”ولہ اخ او اخت من ام“ نے اس مسئلہ کو حل کر دیا کہ یہاں مراد ماں شریک بھائی، بہن

ہیں نہ حقیقی اور نہ ہی باپ شریک۔

اگرچہ سعد کی یہ قراءت متواتر نہیں بلکہ آحاد یا زیادہ سے زیادہ مشہور میں شمار کی جاتی ہے لیکن قرآنیت کے لئے اتنا کافی نہیں بلکہ

متواتر ہونا ضروری ہے اسکے علاوہ دو شرطیں اور ہیں۔

۱۔ رسم مصحف کے مطابق ہو صراحۃً یا احتمالاً

۲۔ دوسرے یہ کہ وہ قراءت قواعد عربیہ کے خلاف نہ ہو۔

اور یہ ساری شرطیں حضرت سعدؓ کی مذکورہ بالا قراءت میں نہیں پائی جاتیں۔ اسلئے وہ قراءت متواترہ تو ہو نہیں سکتی کہ جس کی تلاوت نماز یا غیر نماز میں جائز ہو اور اسے قرآن سمجھا جائے لیکن علماء اور فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ قراءت غیر متواترہ سے تفسیر میں یا فقہی مسائل میں مدد لی جاسکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تفسیر اور فقہ کی کتابیں ان قراءات غیر متواترہ سے بھری پڑی ہیں۔ ہدایہ سے مثالیں:-

ہدایہ سے مزید ایک دو مثالیں ذکر کر کے اس باب کو بند کرتا ہوں۔

صاحب ہدایہ جلد ثانی باب النفقة لکل ذی رحم معوم کیلئے ارشاد باری تعالیٰ ہے وعلى الوارث مثل ذلك (البقرة ۲۳۳) سے استدلال کرتے ہوئے ”ذو رحم محرم“ کی قید کیلئے عبداللہ بن مسعودؓ کی قراءت غیر متواترہ سے استدلال کیا ہے جس میں یہ آیا ہے وعلى الوارث ذی الرحم المعوم مثل ذلك تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو (ہدایہ جلد ثانی ص ۴۴۷) دوسری مثال کتاب الایمان میں کفارۃ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں فان لم يقدر على احد الاشياء الثلاثة صام ثلاثة ايام متتابعات (ہدایہ ج ۲) اور اس تنازع کیلئے عبداللہ بن مسعودؓ کی قراءت فصيام ثلاثة ايام متتابعات سے استدلال کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ قراءت اگرچہ تواتر کے درجہ میں نہیں کہ جس سے قرآنیت ثابت ہو لیکن شہرت کے درجہ میں ضرور ہے اور حدیث مشہور سے قرآن کریم کے اطلاق کو مقید کیا جاسکتا ہے اسلئے فقہاء احناف نے کہا کہ کفارہ یمن کے روزوں میں تنازع ضروری ہے۔ علم قراءات میں ہماری کوتاہیاں :-

ان چند مثالوں سے یہ بات خوب واضح ہو گئی ہوگی کہ علم قراءات کی کتنی اہمیت ہے۔ خاص کر علوم اسلامیہ اور درس نظامی پڑھنے والوں کیلئے تو اس سے استغناء کا تصور ہی ناممکن ہے کیونکہ حدیث، تفسیر، اور فقہ ان کیلئے بنیادی مضامین ہیں اور یہ مضامین علم قراءات سے خالی نہیں اور ان علوم کا پورا حق بھی علم قراءات کے بغیر ادا نہیں ہو سکتا۔

لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ برصغیر کے جامعات و مدارس اس فن سے خالی ہوتے جا رہے ہیں اور سنجیدگی سے کہیں بھی اس پر کام نہیں ہو رہا! ماشاء اللہ البتہ خال خال کہیں انفرادی کوششیں ملتی ہیں لیکن علم قراءات کی احتیاج و ضرورت کے وسیع افق کو دیکھتے ہوئے یہ انفرادی کوششیں لا یسمن ولا یغنی من جوع ہی معلوم ہوتی ہیں۔

علم قراءات جہاں ایک علمی ضرورت ہے وہاں ایک واقعاتی ضرورت بھی ہے کیونکہ یہ علم صرف نظریاتی علم نہیں کہ جو صرف کتابوں تک محدود ہو بلکہ یہ ایک واقعاتی علم ہے کہ آج چودہ صدیاں گزرنے کے باوجود بھی دنیائے اسلام کے مختلف گوشوں میں یہ قراءتیں پوری آب و تاب کیساتھ موجود ہیں۔

ہم اگر صرف حفص عن عاصم کی روایت بھی پڑھتے اور پڑھاتے ہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ کسی اور قراءت کا کوئی وجود ہی نہیں ایسا نہیں بلکہ اور بھی قراءتیں دنیا میں پائی جاتی ہیں جیسے مغربی افریقہ، مالی، نمائنا، نا تجیر یا مغربی افریقہ کے عرب ممالک جیسے الجزائر تیونس، مراکش وغیرہ ان میں قالون عن نافع یا ورش عن نافع کی روایتیں پڑھی اور پڑھائی جاتی ہیں۔ جبکہ وسطی افریقہ والے دور عن ابی عمرو کی روایت پڑھتے اور پڑھاتے ہیں اور ہم ایشیا والے حفص عن عاصم کی قراءت پڑھتے اور پڑھاتے ہیں۔

اسکے علاوہ ایک عظیم اور متوقع خطرہ سے بچنے کے لئے بھی علم قراءات کا پڑھنا اور پڑھانا ضروری ہے اور وہ یہ کہ کہیں کوئی اپنی نادانی اور جہالت کی وجہ سے کسی صحیح اور متواتر قراءت کا انکار نہ کر بیٹھے اور دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے کیونکہ قراءت متواترہ کا انکار قرآن مجید کا انکار ہے جو کہ موجب کفر ہے۔ لہذا اس میدان میں خوب پھونک پھونک کر قدم رکھنے کی ضرورت ہے اور یہ بغیر علم کے ناممکن ہے اور اہل علم جانتے ہیں کہ جہالت کا عذر پیش کرنا قابل قبول نہیں لہذا ان باتوں میں پڑنے کی بجائے فن قراءت پر بھرپور توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

اصلاح کا طریقہ کار :-

میری ناقص رائے کے مطابق اس مسئلہ کو دو طرح سے حل کیا جاسکتا ہے۔ ایک ہے خصوصی اور دوسرا عمومی۔ خصوصی کا مطلب یہ ہے کہ خاص لوگ ہی صرف استفادہ کر سکیں اور وہ یہ ہے کہ جن مدارس میں تخصص کا انتظام ہے وہاں تخصص فی الفقہ، تخصص فی الحدیث کی طرح تخصص فی القراءات کا شعبہ بھی کھولا جائے جس میں حفاظ اور علماء کو داخلہ دیا جائے۔ اور یہ کورس کم از کم دو سال پر محیط ہو جس میں قراءات سبعہ وعشرہ کیساتھ ساتھ علم الرسم العثماني، علم الضبط (کتابت مصحف کا طریقہ) اور علم عدالای والفواصل اور علوم القراءات وغیرہ کی مکمل تعلیم دی جائے۔ تاکہ اس شعبہ سے فارغ التحصیل طلباء پورے طور پر علم قراءات اور دیگر علوم قرآنیہ پر دسترس حاصل کر سکیں۔ اس سلسلے میں خوش آئند بات یہ ہے کہ جامعہ بنوریہ سائنٹ کراچی کے مہتمم مفتی محمد نعیم حفظہ اللہ آئندہ سال سے اپنے جامعہ میں تخصص فی القراءات کا شعبہ کھولنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ آپ سے درخواست ہے کہ اسکی کامیابی کیلئے دعائیں فرمائیں۔ آمین

دوسری صورت جسے میں نے عمومی سے تعبیر کیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ عام طلبہ اس سے فائدہ اٹھائیں اس کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ وفاق المدارس العربیہ کے کراہدھرتا اور ذمہ دار حضرات سر جوڑ کر بیٹھیں اور درس نظامی کے موجودہ کورس میں فن قراءات کا اضافہ فرمائیں اور اس کیلئے ماہرین کے مشوروں سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ یہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ ایک عظیم انقلابی قدم ہوگا جس کی وجہ سے درس نظامی میں ایک صحت مند تبدیلی آئے گی۔ اور جو ایک زمینی حقیقت کو تسلیم کرنے کے مترادف ہوگا۔ انہی الفاظ پر ختم کرتے ہوئے اجازت چاہتا ہوں، اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپکو ہمیشہ اخلاص کیساتھ اپنی مرضی کے مطابق کام کرنے کی توفیق عطا فرمائیں آمین

وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت وهو رب العرش العظيم حسبی اللہ ونعم الوکیل .